ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 01. January-March 2026.Page# 1705-1719
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Analytical Study of the NAB Ordinance 1999 in the Context of Shariah in the Light of the Quran and Sunnah

قرآن وسنت کی روشنی میں NAB Ordinance 1999 کا شریعت کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Dr. Zeeshan
Lecturer, Department of Islamic Studies, KUST
dr.zeeshan2021@kust.edu.pk

Abstract

This paper carries out an analytical research on the National Accountability Ordinance 1999 (NAO 1999) with reference to the principles of Islam Shari'ah, taking into consideration its congruence, compatibility and lack of congruence with the Quranic and Sunnah provisions on corruption, accountability, justice and punishment. The paper will start by examining the Islamic bases of anti-corruption such as the ban on bribery (rishwah), misappropriation (ghulul), violation of trust (khiyanat al-amanah) and the creation of justice (adl wa qist) as the state obligations. It has past historical examples of the Prophetic era and the Reformative Caliphs, whose systems of accountability were focused on transparency, non-partisanship, and reformative justice. The paper then examines NAO 1999, its background, scope, definition (Section 9), authority of the National Accountability Bureau (NAB), arrest and detention (Section 26), plea bargaining (Section 25), and reverse burden of proof (Section 14). Comparative analysis shows that there are some concurrences with Shari'ah in common goals of eliminating corruption and securing the confidence of the people, but also vast divergences emerge in the aspect of the procedure: long term detention with insufficient safety measures, plea bargaining which dilutes the severity of punishment, and overwhelming evidences which contradict the Islamic law of burden of proof rests with the claimant (al-bayyinah 'ala al-mudda'i). Under the constitution of Pakistan, the paper compares NAO with provisions of Islam (Articles 2, 2A, and 227) and the Federal Shariat Court in determining repugnancy to Islamic injunctions. The results showed that although NAO promotes the anti-corruption agenda, some of its provisions may infringe on the Shariah and focus on equity, human dignity, and proportional punishments. The article then ends by giving recommendations on reforms which include amendments to make it more transparent, non-partisan, balance the punishment with the rehabilitation and make the structure closer to the Islamic concept of justice and accountability. These changes would make NAB more effective and maintain the Islamic constitutional identity of Pakistan.

***Keywords**: National Accountability Ordinance 1999, NAB, Islamic Shari'ah, corruption, accountability, plea bargain, reverse burden of proof, justice (adl), breach of trust, Federal Shariat Court, Pakistan Constitution, anti-corruption reforms, Islamic jurisprudence, human rights, transparency.*

تمہید اور تعارفِ موضوع

احتساب کا تصور: لغوی و اصطلاحی وضاحت

احتساب کا تصور انسانی معاشرت کی بنیاد ہے جو انصاف، دیانت اور شفافیت کو یقینی بناتا ہے۔ لغوی طور پر، احتساب عربی لفظ "حساب" سے نکلا ہے جس کا مطلب حساب کتاب، جواب دہی اور ذمہ داری کا جائزہ لینا ہے، جبکہ اصطلاحی طور پر یہ اسلامی شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اور انسانی سطح پر جواب دہی کا نظام ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر احتساب کی تاکید کی گئی ہے، جیسے سورۃ الحشر میں فرمایا گیا کہ "یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد" یعنی ہر نفس کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیجا ہے۔ سنت نبوی ﷺ میں بھی احتساب کی مثالیں موجود ہیں، جہاں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" یعنی ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کا پوچھا جائے گا۔ یہ تصور کرپشن کی روک تھام میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ کرپشن معاشرتی فساد کی جڑ ہے جو معاشی عدم مساوات، سیاسی عدم استحکام اور اخلاقی زوال کا سبب بنتی ہے۔ پاکستان جیسے اسلامی جمہوری ملک میں NAB Ordinance 1999 اس احتساب کے قانونی فریم ورک کے طور پر کام کرتا ہے، جو کرپشن، رشوت اور بدعنوانی کے خلاف سزائیں اور تفتیش کے اختیارات فراہم کرتا ہے۔ اس آرڈیننس کا شریعت کے تناظر میں مطالعہ ضروری ہے کیونکہ یہ دیکھنا ہے کہ یہ اسلامی اصولوں سے کتنا مطابقت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، NAB کے سیکشن 9 میں کرپشن کی تعریف رشوت اور امانت میں خیانت سے ملتی جلتی ہے جو قرآن کی آیت البقرہ 188 میں بیان کی گئی ہے کہ "لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" یعنی ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ اس طرح احتساب کا تصور نہ صرف دینی بلکہ قانونی طور پر بھی کرپشن کے خاتمے کا ذریعہ ہے، جو معاشرے کو انصاف کی طرف لے جاتا ہے۔ اس مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ NAB Ordinance کو قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھا جائے تاکہ اس کی کمزوریاں اور قوتیں سامنے آئیں۔

اسلامی اور عصری قانونی نظام میں احتساب کی اہمیت

اسلامی نظام میں احتساب کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ اللہ کی حاکمیت اور انسانی ذمہ داری کو یقینی بناتا ہے، جہاں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" یعنی اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں، جو احتساب کے ذریعے ممکن ہے۔ سنت میں خلیفہ راشدین کا دور احتساب کی بہترین مثال ہے، جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو بھی احتساب کے دائرے میں رکھا۔ یہ نظام کرپشن کو روکتا ہے کیونکہ اسلامی شریعت میں رشوت پر لعنت ہے، جیسے حدیث میں فرمایا گیا کہ "لعن اللہ الراشی والمرتشی" یعنی رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت۔ عصری قانونی نظام میں بھی احتساب کی اہمیت مساوی ہے، جہاں NAB Ordinance 1999 جیسے قوانین کرپشن کی روک تھام کے لیے بنائے گئے ہیں، جو سیکشن 10 میں 14 سال قید اور جرمانے کی سزا تجویز کرتا ہے۔ یہ قانونی فریم ورک اسلامی اصولوں سے متاثر ہے مگر عملی طور پر اس میں سیاسی مداخلت اور سلیکٹو احتساب کی کمزوریاں موجود ہیں، جو اسلامی عدل کی خلاف ورزی ہیں۔ اسلامی اور عصری نظام کا تقابلی جائزہ بتاتا ہے کہ دونوں میں احتساب معاشرتی استحکام کا ضامن ہے، کیونکہ بغیر احتساب کے کرپشن بڑھتی ہے جو غربت، عدم مساوات اور سیاسی بحران کا سبب بنتی ہے۔ پاکستان میں NAB کا کردار اہم ہے مگر اسے شریعت کے مطابق بنانا چاہیے تاکہ یہ حقیقی عدل فراہم کرے۔ اس طرح احتساب نہ صرف دینی فرض ہے بلکہ قانونی ضرورت بھی، جو معاشرے کو کرپشن سے پاک کرنے میں مدد دیتا ہے۔

موضوع کے انتخاب کی وجوہات اور تحقیقی ضرورت

اس موضوع کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے جہاں قوانین کو شریعت سے مطابقت رکھنا چاہیے، اور NAB Ordinance 1999 کرپشن کے خلاف کلیدی قانون ہے مگر اس کی عملی ناکامیوں نے معاشرتی مسائل بڑھائے ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ اسلامی اصول احتساب کو سخت بناتے ہیں، جیسے آیت میں فرمایا گیا کہ "یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط" یعنی انصاف قائم کرنے والے بنو۔ تحقیقی ضرورت اس لیے ہے کہ موجودہ اداروں میں شفافیت کی کمی ہے، اور NAB کی ترامیم (جیسے 2022 کی) نے اسے کمزور کیا ہے جو اسلامی احتساب سے متضاد ہے۔ یہ مطالعہ خلا کو پر کرے گا کیونکہ کم ہی تحقیقی کام NAB کو شریعت کے تناظر میں دیکھتے ہیں، جو سیاسی استعمال اور سزا کی ناکافی شدت کو اجاگر کرے گا۔ وجوہات میں پاکستان کی کرپشن انڈیکس میں گراوٹ بھی شامل ہے جو معاشی بحران کا سبب ہے، اور شریعت پر مبنی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اس طرح یہ موضوع نہ صرف نظری بلکہ عملی اہمیت رکھتا ہے، جو قانون سازوں اور علما کے لیے رہنمائی فراہم کرے گا۔ تحقیقی ضرورت یہ ہے کہ یہ مطالعہ NAB کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کرنے کے راستے تجویز کرے گا، جیسے پلی بارگین کی جگہ سخت احتساب کا نفاذ۔

احتساب کا قرآنی تصور

قرآن مجید میں امانت اور دیانت کے اصول

قرآن مجید میں امانت اور دیانت کے اصول کو انسانی اخلاقیات کی بنیاد قرار دیا گیا ہے جو فرد اور معاشرے کی سالمیت کو برقرار رکھتے ہیں۔ امانت کا مطلب ہے کہ انسان کو جو ذمہ داری سونپی جائے اسے ایمانداری سے نبھانا، جبکہ دیانت سے مراد ہے دل کی صفائی اور اعمال میں خلوص۔ یہ اصول صرف ذاتی سطح پر نہیں بلکہ سماجی اور سیاسی معاملات میں بھی لازمی ہیں، کیونکہ ان کی خلاف ورزی معاشرتی انتشار کا سبب بنتی ہے۔ قرآن مجید میں مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں، جو انہیں اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کا شکر گزار بناتا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امانت کی حفاظت اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور دیانت کو ترک کرنے والے نقصان اٹھاتے ہیں۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس اصول کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ امانت کی حفاظت مومن کی پہچان ہے، جو اللہ کی طرف سے انسان کو دی گئی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے[1]۔ یہ اصول انسانی روابط کو مضبوط بناتے ہیں، کیونکہ اگر امانت کی خلاف ورزی ہو تو اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور معاشرہ تقسیم کا شکار ہو جاتا ہے۔ دیانت کا اصول قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے، جہاں مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اعمال میں خلوص رکھیں اور اللہ کی طرف سے دی گئی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ یہ اصول نہ صرف ذاتی زندگی میں بلکہ ریاستی سطح پر بھی اہم ہے، کیونکہ حکمرانوں کو عوام کی امانت سونپی جاتی ہے جو دیانتداری سے نبھانی چاہیے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں اسے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ دیانت اللہ کی طرف سے انسان کو دی گئی اخلاقی ذمہ داری ہے جو معاشرتی ہم آہنگی کو یقینی بناتی ہے[2]۔ امانت اور دیانت کے یہ اصول قرآن مجید کی تعلیمات کا لازمی حصہ ہیں جو انسان کو اللہ کی خوشنودی کی طرف لے جاتے ہیں اور معاشرے کو فساد سے بچاتے ہیں۔ اگر یہ اصول ترک کر دیے جائیں تو فرد اور معاشرہ دونوں تباہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان اصولوں کو بار بار دہرایا گیا ہے تاکہ انسان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور ان پر عمل کرے۔ یہ اصول نہ صرف عبادات میں بلکہ معاملات میں بھی لازمی ہیں، جو انسانی زندگی کو متوازن بناتے ہیں۔ اس طرح امانت اور دیانت کے اصول قرآن مجید کی روشنی میں انسانی اخلاقیات کی بنیاد ہیں جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتے ہیں۔

بدعنوانی (فساد، خیانت، رشوت) کی ممانعت

بدعنوانی کی ممانعت قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے جو فساد، خیانت اور رشوت کو شدید گناہ قرار دیتی ہے اور ان کی روک تھام کو لازمی قرار دیتی ہے۔ فساد سے مراد ہے زمین پر انتشار پھیلانا جو معاشرتی اور اخلاقی تباہی کا سبب بنتا ہے، جبکہ خیانت امانت میں غداری ہے اور رشوت انصاف کو خریدنے کی کوشش ہے۔ یہ اعمال نہ صرف فرد کو تباہ کرتے ہیں بلکہ پورے معاشرے کو کمزور کرتے ہیں، کیونکہ ان کی وجہ سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور انصاف کی بنیاد ہل جاتی ہے۔ قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ اور حکام کو رشوت دے کر انصاف کو مسخ نہ کرو، جو بدعنوانی کی جڑ ہے۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بدعنوانی کی ممانعت اللہ کی طرف سے انسان کو دی گئی ہدایت ہے جو معاشرتی فساد کو روکتی ہے[3]۔ یہ ممانعت اس لیے ہے کہ بدعنوانی معاشی عدم مساوات کو جنم دیتی ہے اور غریبوں کو مزید پسماندہ کرتی ہے۔ خیانت کی ممانعت قرآن مجید میں خاص طور پر بیان کی گئی ہے جہاں اللہ اور رسول کی خیانت کو شدید جرم قرار دیا گیا ہے، جو آخرت میں سخت سزا کا سبب بنتی ہے۔ رشوت کو بھی قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے جو انصاف کو تباہ کرتی ہے اور معاشرے میں انتشار پھیلاتی ہے۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں اسے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت ہے، جو بدعنوانی کی شدید مذمت ہے[4]۔ یہ اعمال نہ صرف دنیوی نقصان کا سبب بنتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی عذاب کا باعث ہوتے ہیں۔ بدعنوانی کی ممانعت قرآن مجید کی تعلیمات کا مرکزی حصہ ہے جو انسان کو اخلاقی طور پر مضبوط بناتی ہے اور معاشرے کو فساد سے بچاتی ہے۔ اگر یہ ممانعت نظرانداز کی جائے تو معاشرہ تباہی کی طرف جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ان اعمال کی مذمت بار بار کی گئی ہے تاکہ انسان اپنے اعمال پر غور کرے اور ان سے بچے۔ یہ ممانعت نہ صرف ذاتی سطح پر بلکہ ریاستی سطح پر بھی لازمی ہے، جو حکمرانوں کو بدعنوانی سے روکتی ہے۔ اس طرح بدعنوانی کی ممانعت قرآن مجید کی روشنی میں معاشرتی اصلاح کا ذریعہ ہے جو انصاف کو یقینی بناتی ہے۔

---

1 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998، ج.5، ص.234

2 طبری، محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، دار الفکر، بیروت، 2001، ج.7، ص.156

3 قرطبی، محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ج.3، ص.89

4 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث ابو داؤد، سنن ابی داؤد، باب في الرشوة، حدیث نمبر 3580، دار الرسالہ العالمیہ، بیروت، 2009، ج.4، ص.345

عدل وقسط کا قیام بطور ریاستی ذمہ داری

عدل وقسط کا قیام ریاستی ذمہ داری ہے جو قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور یہ ریاست کی بنیاد ہے جو معاشرتی ہم آہنگی کو یقینی بناتی ہے۔ عدل سے مراد ہے انصاف اور توازن جبکہ قسط سے مراد ہے مساوات اور حق کی تقسیم۔ ریاست کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور انصاف کو قائم رکھے، کیونکہ اس کی خلاف ورزی فساد کا سبب بنتی ہے۔ قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ انصاف کرو چاہے اپنے خلاف ہو اور کسی کی دشمنی تمہیں انصاف سے روک نہ دے، جو ریاستی سطح پر لازمی ہے۔ جلالین نے اپنی تفسیر میں اسے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ عدل وقسط کا قیام اللہ کی طرف سے ریاست پر فرض ہے جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتا ہے[5]۔ یہ ذمہ داری اس لیے ہے کہ ریاست بغیر انصاف کے نہیں چل سکتی اور عوام کے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیے۔ عدل وقسط کا قیام ریاست کی ذمہ داری ہے جو قرآن مجید کی تعلیمات سے اخذ کیا گیا ہے اور یہ حکمرانوں پر لازم ہے۔ مسلم نے اپنی صحیح میں اسے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ منصف لوگ نور کے منبروں پر ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں انصاف کرتے ہیں، جو ریاست کی ذمہ داری کو واضح کرتا ہے[6]۔ یہ قیام نہ صرف قانونی طور پر بلکہ اخلاقی طور پر بھی لازمی ہے، جو ریاست کو مضبوط بناتا ہے۔ عدل وقسط کا قیام ریاستی ذمہ داری ہے جو قرآن مجید میں بار بار بیان کیا گیا ہے تاکہ حکمران اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ یہ ذمہ داری نہ صرف عوام کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے بلکہ اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بھی ہے۔ اگر ریاست یہ ذمہ داری ادا نہ کرے تو معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ان اصولوں کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے جو ریاست کو انصاف کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ قیام نہ صرف دنیوی فائدہ دیتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اجر کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح عدل وقسط کا قیام ریاستی ذمہ داری ہے جو قرآن مجید کی روشنی میں معاشرتی اصلاح کو یقینی بناتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ میں احتساب کا عملی نمونہ

عہدِ نبوی میں مالی بدعنوانی کا انسداد

عہد نبوی میں مالی بدعنوانی کا انسداد ایک ایسا نظام تھا جو اسلام کی ابتدائی بنیادوں پر استوار تھا اور اس نے معاشرتی انصاف کو یقینی بنایا۔ نبی کریم کے دور میں مالی معاملات میں شفافیت کو مرکزی حیثیت دی گئی تھی، جہاں بیت المال کی حفاظت اور اس کی منصفانہ تقسیم کو لازمی قرار دیا گیا تھا۔ یہ انسداد نہ صرف حکمرانوں بلکہ عام لوگوں پر بھی لاگو ہوتا تھا، کیونکہ مالی بدعنوانی معاشرتی انتشار کا سبب بنتی ہے اور اعتماد کو ختم کرتی ہے۔ نبی کریم نے مالی معاملات میں دیانتداری کی تاکید کی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ امانت کی حفاظت کریں اور ناحق مال نہ کھائیں۔ اس دور میں مالی بدعنوانی کی روک تھام کے لیے سخت اقدامات اٹھائے گئے، جیسے کہ زکوٰۃ اور صدقات کی نگرانی، جو بیت المال کی شفافیت کو یقینی بناتے تھے۔ ابن ہشام نے اپنی سیرت النبویہ میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے مالی معاملات میں دیانتداری کو ایمان کی نشانی قرار دیا، جو معاشرتی اصلاح کا ذریعہ تھا[7]۔ یہ اقدامات اس لیے موثر تھے کہ وہ اخلاقی اور قانونی دونوں سطحوں پر تھے، جو لوگوں کو مالی بدعنوانی سے روکتے تھے۔ عہد نبوی میں بیت المال کی حفاظت کے لیے خاص افسران مقرر کیے گئے جو مالی معاملات کی نگرانی کرتے تھے اور کسی بھی بدعنوانی کی صورت میں فوری کارروائی کی جاتی تھی۔ یہ نظام نہ صرف مدینہ میں بلکہ فتوحات کے بعد بھی برقرار رہا، جو اسلام کی توسیع کے ساتھ مالی انسداد کو مضبوط بناتا تھا۔ بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے مالی معاملات میں دیانتداری کی تاکید کی، جو بدعنوانی کی روک تھام کا بنیادی اصول تھا[8]۔ یہ انسداد اس لیے کامیاب تھا کہ یہ اللہ کی خوشنودی پر مبنی تھا اور لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کا احساس دلاتا تھا۔ مالی بدعنوانی کا انسداد عہد نبوی میں ایک مثالی نظام تھا جو بعد کے ادوار کی بنیاد بنا۔ اس دور میں مالی معاملات کی شفافیت نے معاشرتی استحکام کو یقینی بنایا اور لوگوں کو اخلاقی طور پر مضبوط کیا۔ یہ نظام نہ صرف روک تھام پر مبنی تھا بلکہ اصلاح بھی کرتا تھا، جو بدعنوانی کے خاتمے کا ذریعہ تھا۔ عہد نبوی میں یہ انسداد اسلام کی تعلیمات کا لازمی حصہ تھا جو معاشرے کو فساد سے بچاتا تھا۔ اس طرح مالی بدعنوانی کا انسداد عہد نبوی کی ایک اہم کامیابی تھی جو انصاف کی بنیاد پر قائم تھی۔

---

[5] جلالین، جلال الدین المحلی اور جلال الدین السیوطی، تفسیر الجلالین، دار الکتب العربیہ، قاہرہ، 1924، ج.1، ص.210

[6] مسلم، محمد بن الحجاج المسلم، صحیح مسلم، باب المنصفین، حدیث نمبر 1827، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1955، ج.3، ص.456

[7] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، جدہ، 1995، جلد2، ص178

[8] بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر 1459، دار طوق النجاۃ، بیروت، 2001، جلد2، ص 567

سرکاری اہلکاروں کا احتساب (حدیث ابن اللُّتبیہؓ)

سرکاری اہلکاروں کا احتساب اسلام کی تعلیمات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے جو حکمرانوں اور افسران کو جواب دہ بناتا ہے اور بدعنوانی کو روکتا ہے۔ حدیث ابن اللتبیہ میں نبی کریم نے بیان کیا ہے کہ جو شخص عوامی ذمہ داری لیتا ہے وہ اس کا احتساب دے گا، جو سرکاری اہلکاروں پر لازم ہے۔ یہ احتساب نہ صرف دنیوی بلکہ آخرتی سطح پر بھی ہے، کیونکہ اللہ کے سامنے جواب دہی لازمی ہے۔ سرکاری اہلکاروں کو مالی اور اخلاقی طور پر جواب دہ بنایا گیا ہے، جو انہیں بدعنوانی سے روکتے ہیں۔ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان کیا ہے کہ سرکاری اہلکاروں کا احتساب اسلام کی بنیاد ہے جو معاشرتی انصاف کو یقینی بناتا ہے[9]۔ یہ احتساب اس لیے ضروری ہے کہ سرکاری اہلکار عوام کی امانت کے محافظ ہوتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی معاشرتی انتشار کا سبب بنتی ہے۔ حدیث ابن اللتبیہ میں نبی کریم نے واضح کیا ہے کہ اہلکاروں کا احتساب سخت ہوگا، جو انہیں دیانتداری پر مجبور کرتا ہے۔ یہ احتساب نہ صرف مالی معاملات میں بلکہ فیصلوں میں بھی لازمی ہے، جو انصاف کو قائم رکھتا ہے۔ احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ سرکاری اہلکاروں کا احتساب اللہ کی طرف سے فرض ہے جو بدعنوانی کی روک تھام کرتا ہے[10]۔ یہ احتساب اسلام کی تعلیمات کا لازمی حصہ ہے جو حکمرانوں کو عوام کے سامنے جواب دہ بناتا ہے۔ سرکاری اہلکاروں کا احتساب حدیث ابن اللتبیہ کی روشنی میں ایک مثالی اصول ہے جو بعد کے ادوار میں بھی رائج رہا۔ یہ احتساب نہ صرف روک تھام کرتا ہے بلکہ اصلاح بھی، جو اہلکاروں کو اخلاقی طور پر مضبوط بناتا ہے۔ حدیث ابن اللتبیہ میں یہ واضح ہے کہ احتساب سخت ہوگا، جو اہلکاروں کو احتیاط پر مجبور کرتا ہے۔ یہ اصول اسلام کی بنیاد پر قائم ہے جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتا ہے۔ اس طرح سرکاری اہلکاروں کا احتساب اسلام کی تعلیمات میں ایک اہم ذمہ داری ہے جو بدعنوانی کو ختم کرتی ہے۔

خلفائے راشدین کے دور میں نظام نگرانی

خلفائے راشدین کے دور میں نظام نگرانی ایک ایسا موثر نظام تھا جو بدعنوانی کی روک تھام اور انصاف کے قیام کو یقینی بناتا تھا۔ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے ادوار میں نگرانی کے لیے خاص ادارے قائم کیے گئے جو مالی اور انتظامی معاملات کی نگرانی کرتے تھے۔ یہ نظام اسلام کی تعلیمات پر مبنی تھا جو حکمرانوں کو بھی احتساب کے دائرے میں رکھتا تھا۔ خلفائے راشدین نے بیت المال کی حفاظت کو مرکزی حیثیت دی اور افسران کی نگرانی کی، جو بدعنوانی کو روکتے تھے۔ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ خلفائے راشدین کا نظام نگرانی اسلام کی مثالی حکمرانی کی عکاسی کرتا تھا جو معاشرتی انصاف کو یقینی بناتا تھا[11]۔ یہ نگرانی اس لیے موثر تھی کہ یہ شفافیت اور جواب دہی پر مبنی تھی، جو افسران کو دیانتداری پر مجبور کرتی تھی۔ خلفائے راشدین کے دور میں نگرانی کا نظام بیت المال کی تقسیم اور افسران کی کارکردگی پر نظر رکھتا تھا، جو اسلام کی توسیع کے ساتھ مزید مضبوط ہوا۔ طبری نے تاریخ الطبری میں بیان کیا ہے کہ خلفائے راشدین نے نگرانی کو حکمرانی کا لازمی حصہ بنایا، جو بدعنوانی کی روک تھام کرتا تھا[12]۔ یہ نظام نہ صرف مالی بلکہ اخلاقی نگرانی بھی کرتا تھا، جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتا تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں یہ نگرانی اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ تھی جو بعد کے ادوار کی بنیاد بنی۔ یہ نظام افسران کو احتساب کے سامنے لاتا تھا اور بدعنوانی کی صورت میں سخت کارروائی کی جاتی تھی۔ خلفائے راشدین نے اس نظام کو اللہ کی خوشنودی کے لیے قائم کیا جو عوام کے حقوق کی حفاظت کرتا تھا۔ یہ نگرانی نہ صرف روک تھام پر مبنی تھی بلکہ اصلاح بھی کرتی تھی، جو حکمرانی کو مضبوط بناتی تھی۔ اس طرح خلفائے راشدین کے دور میں نظام نگرانی اسلام کی مثالی حکمرانی کا مظہر تھا جو انصاف کو قائم رکھتا تھا۔

اسلامی فقہ میں جرائم مالی (Corruption) کی اقسام

رشوت (رِشوہ) کا شرعی حکم

رشوت کا شرعی حکم اسلام میں سخت ممانعت ہے جو انصاف کو تباہ کرنے اور مال حرام کھانے کا سبب بنتی ہے۔ قرآن مجید اور سنت میں رشوت کو شدید گناہ قرار دیا گیا ہے جو معاشرتی فساد اور اخلاقی زوال کا باعث ہے۔ رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت ہے، کیونکہ یہ فیصلوں کو مسخ کرتی ہے اور غریبوں کے حقوق چھینتی ہے۔ نبی کریم نے رشوت کو حرام قرار دیا اور اسے آگ کا ٹکڑا کہا جو آخرت میں عذاب کا سبب بنتا ہے۔ یہ حکم نہ صرف قضائی معاملات میں بلکہ تمام سرکاری اور نجی امور میں لازمی ہے، جو

---

[9] ابن حجر، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، 1379، جلد 13، ص 89

[10] احمد، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، کتاب العمل، حدیث نمبر 21567، دار الفکر، بیروت، 1992، جلد 5، ص 278

[11] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت، 1992، جلد 1، ص 345

[12] طبری، محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری، دار التراث، بیروت، 1967، جلد 4، ص 123

دیانتداری کو برقرار رکھتا ہے۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ رشوت انصاف کی بنیاد کو ہلا دیتی ہے اور اللہ کی ناراضی کا سبب بنتی ہے[13]۔ رشوت کی ممانعت اس لیے ہے کہ یہ معاشرے میں عدم مساوات کو بڑھاتی ہے اور اعتماد کو ختم کرتی ہے۔ سنت میں متعدد احادیث میں رشوت پر لعنت کی گئی ہے جو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتی ہے۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی، جو اس کے شرعی حکم کی شدت کو واضح کرتی ہے[14]۔ یہ حکم نہ صرف دنیوی سزا کا تقاضا کرتا ہے بلکہ آخرت میں بھی سخت عذاب کی وعید دیتا ہے۔ رشوت کا شرعی حکم اسلام کی تعلیمات کا مرکزی حصہ ہے جو انصاف کو قائم رکھتا ہے اور معاشرے کو فساد سے بچاتا ہے۔ اگر رشوت کو روکا جائے تو معاشرتی ہم آہنگی اور عدل ممکن ہے۔ یہ ممانعت قرآن اور سنت کی روشنی میں واضح ہے جو مسلمانوں کو اخلاقی طور پر مضبوط بناتی ہے۔ رشوت کی حرمت نہ صرف قضات بلکہ تمام ذمہ داروں پر لاگو ہے جو ریاست اور معاشرے کی سالمیت کو یقینی بناتی ہے۔ اس طرح رشوت کا شرعی حکم اسلام میں ایک اہم اصول ہے جو دیانتداری اور انصاف کی حفاظت کرتا ہے۔

خیانتِ امانت اور غلول

خیانت امانت اور غلول اسلام میں شدید جرائم ہیں جو امانت کی خلاف ورزی اور مال غنیمت میں خیانت کو شامل کرتے ہیں۔ خیانت امانت سے مراد ہے کہ سونپی گئی ذمہ داری میں غداری کرنا جو معاشرتی اعتماد کو تباہ کرتی ہے۔ غلول غنیمت کے مال میں چوری یا خیانت ہے جو جنگ کے دوران سخت گناہ ہے۔ یہ دونوں اعمال قرآن مجید میں مذمت کیے گئے ہیں جو اللہ اور رسول کی خیانت کے برابر ہیں۔ خیانت امانت معاشرتی اور ریاستی سطح پر فساد پھیلاتی ہے، کیونکہ یہ عوام کے حقوق چھینتی ہے۔ نبی کریم نے خیانت امانت کو شدید گناہ قرار دیا اور اسے ایمان کی کمی کی نشانی بتایا۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ خیانت امانت اللہ کی ناراضی کا سبب ہے جو معاشرتی انتشار کو جنم دیتی ہے[15]۔ غلول کی ممانعت قرآن مجید میں واضح ہے جو غنیمت کے مال میں خیانت کو حرام قرار دیتی ہے اور اس کی سزا سخت ہے۔ یہ اعمال نہ صرف دنیوی نقصان کا سبب بنتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی عذاب کا باعث ہوتے ہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ نبی کریم نے خیانت امانت اور غلول کی مذمت کی، جو ان کی حرمت کو واضح کرتی ہے[16]۔ خیانت امانت اور غلول کی ممانعت اسلام کی تعلیمات کا لازمی حصہ ہے جو امانت کی حفاظت کو لازمی قرار دیتی ہے۔ یہ جرائم معاشرتی استحکام کو کمزور کرتے ہیں اور اعتماد کو ختم کرتے ہیں۔ اگر ان کی روک تھام کی جائے تو معاشرہ انصاف اور دیانتداری کی طرف بڑھتا ہے۔ خیانت امانت اور غلول کی حرمت قرآن اور سنت کی روشنی میں واضح ہے جو مسلمانوں کو اخلاقی ذمہ داری کا احساس دلاتی ہے۔ یہ اعمال نہ صرف ذاتی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی نقصان دہ ہیں۔ اس طرح خیانت امانت اور غلول اسلام میں شدید جرائم ہیں جو امانت کی حفاظت اور انصاف کے قیام کو یقینی بناتے ہیں۔

تعزیری سزائیں اور ان کا دائرہ اختیار

تعزیری سزائیں اسلامی فقہ میں وہ سزائیں ہیں جو مقررہ حدود اور قصاص کے علاوہ جرائم پر دی جاتی ہیں اور ان کا دائرہ اختیار قاضی یا حکمران کے پاس ہے۔ یہ سزائیں نصیحت سے لے کر قید، کوڑے اور بعض صورتوں میں سخت سزا تک ہو سکتی ہیں جو جرائم کی نوعیت پر منحصر ہیں۔ تعزیری سزائیں اس لیے ہیں کہ وہ معاشرتی مفاد اور انصاف کو یقینی بنائیں جہاں حدود نافذ نہ ہوں۔ ان کا مقصد اصلاح اور روک تھام ہے جو جرائم کی تکرار کو روکتا ہے۔ تعزیری سزائیں اسلامی شریعت کی لچکدار حیثیت کو ظاہر کرتی ہیں جو وقت اور حالات کے مطابق ڈھل سکتی ہیں۔ نووی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ تعزیری سزائیں قاضی کی صوابدید پر ہیں جو معاشرتی مصلحت کو مد نظر رکھتی ہیں[17]۔ یہ سزائیں نہ صرف سزا دیتی ہیں بلکہ مجرم کو اصلاح کی طرف لے جاتی ہیں۔ تعزیری سزاؤں کا دائرہ اختیار امام یا قاضی کے پاس ہے جو جرائم کی شدت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ یہ سزائیں حدود سے مختلف ہیں جو مقررہ ہیں مگر تعزیر میں لچک ہے۔ ابن رشد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ تعزیری سزائیں معاشرتی مفاد کے لیے ضروری ہیں جو جرائم کی روک تھام کرتی ہیں[18]۔ تعزیری سزائیں اسلامی فقہ کا اہم حصہ ہیں جو شریعت کی جامعیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ سزائیں نہ صرف سزا دیتی ہیں بلکہ معاشرے کو حفاظت فراہم کرتی ہیں۔

---

13 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998، جلد 1، ص 456

14 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی الرشوۃ، حدیث نمبر 3580، دار الرسالۃ العالمیہ، بیروت، 2009، جلد 4، ص 345

15 قرطبی، محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، جلد 8، ص 112

16 بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فی الغلول، حدیث نمبر 3073، دار طوق النجاۃ، بیروت، 2001، جلد 4، ص 89

17 نووی، یحییٰ بن شرف النووی، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، المکتب الاسلامی، بیروت، 1991، جلد 11، ص 234

18 ابن رشد، محمد بن احمد ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، دار الحدیث، قاہرہ، 2004، جلد 4، ص 167

تعزیری سزاؤں کا دائرہ اختیار محدود نہیں بلکہ مصلحت پر مبنی ہے جو حالات کے مطابق تبدیل ہو سکتا ہے۔ یہ سزائیں اسلام کی تعلیمات کے مطابق انصاف کو قائم رکھتی ہیں۔ تعزیری سزائیں نہ صرف مجرم کو روکتی ہیں بلکہ دوسروں کے لیے عبرت کا باعث بنتی ہیں۔ اس طرح تعزیری سزائیں اور ان کا دائرہ اختیار اسلامی نظام انصاف کا لازمی جزو ہیں جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتے ہیں۔

National Accountability Ordinance 1999 کا تعارف اور بنیادی دفعات

آرڈیننس کا پس منظر اور تاریخی ارتقاء

National Accountability Ordinance 1999 پاکستان میں کرپشن کے خلاف ایک اہم قانونی فریم ورک ہے جو 16 نومبر 1999 کو جاری کیا گیا تھا۔ اس کا پس منظر جنرل پرویز مشرف کی فوجی بغاوت سے جڑا ہے جب 1999 میں ایتساب ایکٹ 1997 کو منسوخ کر کے یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا تاکہ کرپشن اور بدعنوانی کو ختم کرنے کے لیے ایک نئی ادارہ جاتی ساخت قائم کی جائے۔ یہ آرڈیننس ایتساب سیل کی جگہ لیتا ہے جو پہلے کرپشن کی تحقیقات اور مقدمات کے لیے قائم تھا مگر اس کی ناکامی کی وجہ سے NAB کو زیادہ اختیارات کے ساتھ قائم کیا گیا۔ تاریخی طور پر یہ قانون سیاسی مخالفین کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال ہونے کا الزام بھی لگا ہے مگر اس کا بنیادی مقصد کرپشن کی روک تھام، تحقیقات اور مقدمات کی تیز رفتار سماعت تھا۔ آرڈیننس میں کرپشن کی تعریف کو وسیع کیا گیا جس میں نامعلوم ذرائع سے اثاثے اور اختیارات کا غلط استعمال شامل ہے جو پہلے قوانین میں محدود تھا۔ یہ قانون پاکستان کے تمام شہریوں پر لاگو ہوتا ہے اور اس کی ترامیم وقت کے ساتھ آئیں جن میں اختیارات کو مزید وسعت دی گئی۔ Mustafa نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ NAO 1999 فوجی حکومت کی پیداوار تھا جو ایتساب ایکٹ 1997 کو منسوخ کر کے NAB کو قائم کرتا ہے[19]۔ یہ ارتقاء پاکستان کی کرپشن کے خلاف جدوجہد کا حصہ ہے جو پہلے Prevention of Corruption Act 1947 سے شروع ہوا تھا مگر جدید چیلنجز کے لیے ناکافی تھا۔ آرڈیننس نے کرپشن کو ایک وسیع جرائم کے طور پر بیان کیا جو معاشی اور سیاسی سطح پر اثرانداز ہوتا ہے۔ اس کے پس منظر میں بین الاقوامی دباؤ بھی شامل ہے جو کرپشن کے خلاف سخت اقدامات کا مطالبہ کرتا تھا۔ یہ قانون پاکستان کی تاریخ میں ایک اہم موڑ ہے جو احتساب کو ادارہ جاتی شکل دیتا ہے مگر اس کی تنقید بھی ہوئی ہے کہ یہ سیاسی انتقام کا ذریعہ بنا۔ تاریخی ارتقاء میں NAB کی تشکیل اور ترامیم نے کرپشن کے خلاف جدوجہد کو نئی شکل دی ہے جو پاکستان کی جمہوریت اور حکمرانی کے لیے اہم ہے۔ اس طرح NAO 1999 کا پس منظر فوجی دور کی پیداوار ہے جو کرپشن کے خاتمے کا دعویٰ کرتا ہے مگر عملی طور پر چیلنجز کا سامنا کرتا رہا ہے۔

دائرہ اختیار اور قابلِ گرفت جرائم

National Accountability Ordinance 1999 کا دائرہ اختیار پورے پاکستان پر محیط ہے اور یہ تمام شہریوں، سرکاری ملازمین اور نجی شعبے پر بھی لاگو ہوتا ہے جو کرپشن کے جرائم میں ملوث ہوں۔ آرڈیننس کے سیکشن 4 کے مطابق یہ قانون پاکستان کے تمام علاقوں میں نافذ ہے اور اس میں کرپشن اور بدعنوانی کے جرائم کو وسیع تعریف دی گئی ہے۔ قابل گرفت جرائم میں رشوت، اختیارات کا غلط استعمال، نامعلوم ذرائع سے اثاثے، امانت میں خیانت، بینکوں اور مالی اداروں کو نقصان پہنچانا اور سرکاری فنڈز کی غلط استعمال شامل ہیں۔ سیکشن 9 میں کرپشن کی تعریف دی گئی ہے جو 161 سے 165 A پاکستان پینل کوڈ کے جرائم اور دیگر بدعنوانی کو شامل کرتی ہے۔ یہ آرڈیننس نجی شعبے کو بھی اپنے دائرے میں لاتا ہے جو پہلے قوانین میں محدود تھا۔ NAB کو میگا کرپشن کیسز کی تحقیقات کا اختیار ہے جو عوامی فنڈز یا بڑے پیمانے پر نقصان کا سبب بنتے ہیں۔ یہ جرائم نان بیل ایبل ہیں اور NAB کو گرفتاری، پراپرٹی فریز اور تفتیش کے وسیع اختیارات ہیں۔ Iqbal نے اپنی تحقیق میں بیان کیا ہے کہ NAO 1999 کا دائرہ اختیار وسیع ہے جو کرپشن کو ایک جامع جرائم کے طور پر دیکھتا ہے[20]۔ یہ قانون پہلے قوانین جیسے Ehtesab Act 1997 سے مختلف ہے جو صرف سرکاری افسران تک محدود تھا مگر NAO تمام افراد پر لاگو ہے۔ قابل گرفت جرائم میں اثاثوں کی منی لانڈرنگ اور سرکاری ٹھیکوں میں بدعنوانی بھی شامل ہے جو معیشت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ NAB کو ان جرائم کی تفتیش اور مقدمات چلانے کا اختیار ہے جو احتساب کو موثر بناتا ہے۔ یہ دائرہ اختیار پاکستان کی کرپشن کے خلاف جدوجہد کو مضبوط کرتا ہے مگر تنقید ہے کہ یہ سیاسی استعمال کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس طرح NAO 1999 کا دائرہ اختیار اور جرائم کی فہرست کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنے کا دعویٰ کرتی ہے جو پاکستان کی حکمرانی کے لیے اہم ہے۔

---

[19] Mustafa, R. U., Legal Landscape of Anti-Corruption in Pakistan: An Appraisal, Global Legal Studies Review, Islamabad, 2022, p. 45

[20] Iqbal, N., A Review of Accountability Systems: Learning from Best Practices, Pakistan Institute of Development Economics, Islamabad, 2022, p. 67

احتساب بیورو کے اختیارات اور طریقہ کار

National Accountability Bureau (NAB) کے اختیارات اور طریقہ کار NAO 1999 کے تحت وسیع ہیں جو کرپشن کی تحقیقات، گرفتاری اور مقدمات کی سماعت کو ممکن بناتے ہیں۔ NAB کے چیئرمین کو آرڈیننس کے سیکشن 6 کے تحت قائم کیا گیا ہے جو NAB کی سربراہی کرتا ہے اور ڈپٹی چیئرمین کی مدد سے کام کرتا ہے۔ NAB کو تفتیش، گرفتاری، پراپرٹی فریز (سیکشن 12)، معلومات طلب کرنے (سیکشن 19) اور بین الاقوامی تعاون کے اختیارات ہیں۔ طریقہ کار میں شکایات کی وصولی، ابتدائی تفتیش، شواہد جمع کرنے اور ریفرنس عدالت میں بھیجنا شامل ہے۔ NAB کو پلے بارگین اور وولنٹری ریٹرن کے اختیارات ہیں جو کرپشن کے پیسے واپس لانے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار تیز رفتار سماعت کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے جو Accountability Courts میں مقدمات چلاتا ہے۔ Shah نے اپنی تحقیق میں بیان کیا ہے کہ NAB کے اختیارات وسیع ہیں جو کرپشن کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مگر سیاسی استعمال کا خطرہ ہے[21]۔ NAB کا طریقہ کار میں شواہد کی بنیاد پر کارروائی ہے جو ملزم کو دفاع کا موقع دیتا ہے مگر ریورس بوجھ آف پروف (سیکشن 14) کی وجہ سے تنقید ہوتی ہے۔ NAB کو بینکوں اور مالی اداروں سے معلومات لینے کا اختیار ہے جو تحقیقات کو موثر بناتا ہے۔ یہ اختیارات پاکستان کی کرپشن کے خلاف جدوجہد کو مضبوط کرتے ہیں مگر شفافیت اور غیر جانبداری کی ضرورت ہے۔ NAB کا طریقہ کار سالانہ رپورٹس اور پبلک آگاہی پر بھی زور دیتا ہے جو کرپشن کی روک تھام میں مدد دیتا ہے۔ اس طرح NAB کے اختیارات اور طریقہ کار NAO 1999 کی روح کو عملی شکل دیتے ہیں جو احتساب کو ادارہ جاتی بناتا ہے۔

NAB Ordinance اور شریعت کے مابین مطابقت کے پہلو

بدعنوانی کے انسداد میں مشترکہ اہداف

National Accountability Ordinance 1999 اور اسلامی شریعت کے مابین بدعنوانی کے انسداد میں مشترکہ اہداف نمایاں ہیں جو دونوں کو کرپشن، رشوت اور اختیارات کے غلط استعمال کے خلاف ایک مضبوط موقف دیتے ہیں۔ NAB Ordinance کا بنیادی مقصد کرپشن اور کرپٹ پریکٹسز کو ختم کرنا ہے جو سیکشن 9 میں بیان کیے گئے جرائم جیسے رشوت، امانت میں خیانت اور نامعلوم ذرائع سے اثاثے حاصل کرنا شامل ہیں۔ یہ اہداف اسلامی شریعت سے ملتی جلتی ہیں جہاں قرآن مجید اور سنت میں بدعنوانی کو شدید گناہ قرار دیا گیا ہے جو معاشرتی فساد اور انصاف کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ شریعت میں بدعنوانی کے انسداد کا ہدف معاشرتی عدل، امانت کی حفاظت اور اللہ کی خوشنودی ہے جو NAB Ordinance کے مقصد سے ہم آہنگ ہے۔ دونوں نظاموں میں بدعنوانی کو روکنے کے لیے سخت اقدامات اور احتساب کا نظام موجود ہے جو عوام کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ Butt اور Jabeen نے اپنے تجزیے میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance 1999 میں بیان کردہ کرپشن کی تعریف اسلامی شریعت کی روشنی میں بدعنوانی کے انسداد کے مشترکہ اہداف کو پورا کرتی ہے[22]۔ یہ مشترکہ اہداف پاکستان جیسے اسلامی ملک میں NAB Ordinance کو شریعت کے مطابق بنانے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ NAB Ordinance کا ہدف کرپشن سے حاصل اثاثے واپس لانا اور سزا دینا ہے جو شریعت میں مال حرام کی ممانعت اور اس کی واپسی سے ملتا ہے۔ اسلامی شریعت میں بدعنوانی کے انسداد کا ہدف اخلاقی اصلاح اور معاشرتی ہم آہنگی ہے جو NAB Ordinance کے قانونی اقدامات سے حاصل ہو سکتا ہے۔ Abbas نے اپنے مطالعے میں کہا ہے کہ NAB Ordinance کے کچھ دفعات شریعت کے اصولوں سے مطابقت رکھتے ہیں جو بدعنوانی کے خلاف مشترکہ جدوجہد کو مضبوط کرتے ہیں[23]۔ یہ مطابقت پاکستان میں کرپشن کے خاتمے کے لیے ایک مثبت بنیاد فراہم کرتی ہے جو دونوں نظاموں کو مل کر کام کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ مشترکہ اہداف نہ صرف قانونی بلکہ اخلاقی سطح پر بھی بدعنوانی کو روکتے ہیں جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتے ہیں۔ اس طرح NAB Ordinance اور شریعت کے مابین بدعنوانی کے انسداد میں مطابقت پاکستان کی حکمرانی کو مضبوط بناتی ہے۔

---

[21] Shah, S. F., An Evaluation of the National Accountability Bureau as Anti-Graft Body in Pakistan, Public Integrity, Taylor & Francis, 2023, p. 112

[22] Butt, Muhammad Qasim, and Aiman Jabeen, "Corruption and Corrupt Practices: Analysis of the NAB Ordinance 1999 in the Perspective of Islamic Shari'ah," Pakistan Journal of Law, Analysis and Wisdom, vol. 2, no. 2, 2023, p. 472

[23] Abbas, Ali, "Repugnancy to Islamic Injunctions: Analysis and Legitimacy of National Accountability Ordinance 1999," Global Political Review, vol. 7, no. 2, 2022, p. 56

عوامی امانت کے تحفظ کا تصور

عوامی امانت کے تحفظ کا تصور NAB Ordinance 1999 اور اسلامی شریعت دونوں میں مرکزی ہے جو حکمرانوں اور افسران کو عوام کی ذمہ داریوں کا محافظ بناتا ہے۔ NAB Ordinance میں سیکشن 9 عوامی عہدوں پر امانت میں خیانت اور اختیارات کے غلط استعمال کو کرپشن قرار دیتا ہے جو عوامی فنڈز اور حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ تصور اسلامی شریعت سے ماخوذ ہے جہاں قرآن مجید میں امانت کی حفاظت کو مومن کی صفت قرار دیا گیا ہے اور حکمرانوں کو عوام کی امانت سونپی جاتی ہے جو دیانتداری سے نبھانی چاہیے۔ شریعت میں عوامی امانت کی خلاف ورزی خیانت ہے جو شدید گناہ ہے اور احتساب کا تقاضا کرتی ہے۔ NAB Ordinance کا یہ اصول عوامی امانت کو قانونی تحفظ دیتا ہے جو شریعت کے اخلاقی اصولوں سے ملتا ہے۔ Korejo اور دیگر نے اپنے تجزیے میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance 1999 میں عوامی امانت کے تحفظ کا تصور اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے جو کرپشن کے خلاف احتساب کو مضبوط بناتا ہے[24]۔ یہ تحفظ پاکستان میں عوامی فنڈز کی غلط استعمال کو روکتا ہے جو شریعت میں مال حرام کی ممانعت سے ہم آہنگ ہے۔ عوامی امانت کا تصور دونوں نظاموں میں جواب دہی کو لازمی قرار دیتا ہے جو حکمرانوں کو دیانتداری پر مجبور کرتا ہے۔ NAB Ordinance میں اثاثوں کی ضبطی اور سزا کا نظام عوامی امانت کی واپسی کو یقینی بناتا ہے جو شریعت میں امانت کی بحالی سے ملتا ہے۔ Ahmad نے اپنے مطالعے میں کہا ہے کہ NAB Ordinance کا عوامی امانت کا تحفظ اسلامی شریعت کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے جو معاشرتی انصاف کو فروغ دیتا ہے[25]۔ یہ مطابقت پاکستان کی حکمرانی کو اسلامی اصولوں کے مطابق بناتی ہے جو عوام کے اعتماد کو بحال کرتی ہے۔ عوامی امانت کا تحفظ دونوں میں اخلاقی اور قانونی سطح پر ہے جو فساد کو روکتا ہے۔ اس طرح NAB Ordinance اور شریعت کے مابین عوامی امانت کا تحفظ مشترکہ اصول ہے جو پاکستان میں احتساب کو موثر بناتا ہے۔

احتساب کی غیر جانبداری اور عدل کا اصول

احتساب کی غیر جانبداری اور عدل کا اصول NAB Ordinance 1999 اور اسلامی شریعت دونوں میں بنیادی ہے جو احتساب کو منصفانہ اور شفاف بناتا ہے۔ NAB Ordinance میں احتساب کا نظام غیر جانبدار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو تمام افراد پر برابر لاگو ہوتا ہے مگر عملی طور پر سیاسی استعمال کے الزامات لگتے ہیں۔ شریعت میں عدل کا اصول قرآن مجید میں واضح ہے جہاں انصاف کرو چاہے اپنے خلاف ہو اور کسی کی دشمنی انصاف سے نہ روکے۔ یہ اصول NAB Ordinance کے احتساب کو شریعت کے مطابق بنانے کی بنیاد ہے جو غیر جانبداری کو لازمی قرار دیتا ہے۔ NAB Ordinance کے سیکشن 10 میں سزا اور احتساب کا نظام عدل پر مبنی ہے مگر پلے بارگین اور ریورس بوجھ آف پروف جیسی دفعات تنقید کا شکار ہیں۔ شریعت میں احتساب غیر جانبدار ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے فرض ہے اور کسی کو استثنیٰ نہیں دیتا۔ Ali نے اپنے مطالعے میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance میں احتساب کی غیر جانبداری اسلامی عدل کے اصول سے مطابقت رکھتی ہے مگر عملی ناکامیوں کی وجہ سے کمزور ہے[26]۔ یہ مطابقت پاکستان میں احتساب کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔ عدل کا اصول NAB Ordinance کو شریعت سے جوڑتا ہے جو احتساب کو سیاسی انتقام سے پاک رکھتا ہے۔ غیر جانبداری NAB Ordinance کی کامیابی کی کلید ہے جو شریعت میں انصاف کی بنیاد ہے۔ Ahmad نے اپنے تجزیے میں کہا ہے کہ NAB Ordinance کا احتساب اسلامی غیر جانبداری کے اصول سے ہم آہنگ ہے جو عدل کو قائم رکھتا ہے[27]۔ یہ اصول پاکستان میں کرپشن کے خلاف جدوجہد کو مضبوط بناتا ہے جو معاشرتی اعتماد بحال کرتا ہے۔ NAB Ordinance اور شریعت کے مابین غیر جانبداری اور عدل کی مطابقت احتساب کو موثر بناتی ہے۔ اس طرح یہ اصول پاکستان کی حکمرانی کو اسلامی عدل کے مطابق بنانے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

---

[24] Korejo, M. S., et al., "An analysis of Pakistan's accountability law after June 2022 amendments: implications and effectiveness of anti-corruption campaign," Journal of Financial Crime, vol. 30, no. 5, 2023, p. 1196

[25] Ahmad, Muhammad, "A Comparative Study of Islamic and Contemporary Laws for the Prevention of Corruption in Pakistan," Journal of Religion and Society, vol. 27, 2025, p. 8

[26] Ali, Zulfiqar, "Anti-corruption Institutions and Governmental Change in Pakistan," South Asia Multidisciplinary Academic Journal, no. 19, 2018, p. 12

[27] Ahmad, Muhammad, "A Comparative Study of Islamic and Contemporary Laws for the Prevention of Corruption in Pakistan," Journal of Religion and Society, vol. 27, 2025, p. 10

NAB Ordinance اور شریعت کے مابین اختلافی یا قابلِ تنقید پہلو

گرفتاری اور حراست کے طریقہ کار کا شرعی جائزہ

NAB Ordinance 1999 کے سیکشن 24 کے تحت گرفتاری اور حراست کا طریقہ کار NAB چیئرمین کو وسیع اختیارات دیتا ہے جس میں بغیر وارنٹ گرفتاری اور 90 دن تک حراست کی توسیع ممکن ہے جو اسلامی شریعت میں انسانی آزادی اور عدل کے اصولوں سے شدید متصادم ہے۔ شریعت میں گرفتاری صرف ٹھوس ثبوت اور ضرورت کی بنیاد پر ہو سکتی ہے اور حراست کو ظلم یا اذیت کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ یہ تفتیش کا محدود ذریعہ ہے۔ NAB کا نظام طویل حراست کی اجازت دیتا ہے جو ملزم کی ذہنی اور جسمانی تکلیف کا سبب بنتا ہے جبکہ اسلامی قانون میں حراست کی مدت محدود ہوتی ہے اور فوری پیشی لازمی ہے تاکہ ملزم کو دفاع کا موقع ملے۔ یہ اختلاف اس لیے سنگین ہے کہ NAB میں حراست اکثر سیاسی دباؤ کا شکار ہوتی ہے جو شریعت میں انصاف کی غیر جانبداری کی خلاف ورزی ہے۔ شریعت میں گرفتاری کے لیے گواہوں یا واضح شواہد کی ضرورت ہے جو ملزم کو بے گناہ ثابت کرنے کا حق دیتا ہے۔ Human Rights Watch نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance کے تحت گرفتاری اور حراست کا طریقہ کار انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے جو ملزم کی آزادی کو بے جا محدود کرتا ہے[28]۔ NAB میں حراست کی توسیع (سیکشن 24 d)- شریعت میں فوری انصاف اور انسانی عزت کی حفاظت سے متضاد ہے جو ملزم کو طویل اذیت سے بچاتی ہے۔ اسلامی فقہ میں حراست کی اجازت صرف تفتیش کے لیے ہے اور اسے سیاسی انتقام کا آلہ نہیں بنایا جا سکتا۔ Abbas نے اپنے تجزیے میں کہا ہے کہ NAB Ordinance کی گرفتاری کی دفعات اسلامی انجکشنز سے متصادم ہیں جو ملزم کے حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہیں[29]۔ یہ جائزہ NAB Ordinance کی کمزوریوں کو واضح کرتا ہے جو اسلامی اصول عدل اور انسانی آزادی سے مطابقت کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ NAB کا طریقہ کار عدالتوں کی تنقید کا شکار رہا ہے جو شریعت میں انصاف کی جلد فراہمی کی خلاف ورزی ہے۔ اس طرح گرفتاری اور حراست کا شرعی جائزہ NAB Ordinance کی اصلاح کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے جو گرفتاری کو ٹھوس بنیادوں پر محدود کرے اور ملزم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ اختلاف پاکستان میں احتساب کو شریعت کے مطابق بنانے کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے جو انسانی عزت اور عدل کو یقینی بنائے۔

پلی بارگین (Plea Bargain) کا فقہی تجزیہ

Plea Bargain NAB Ordinance 1999 کے سیکشن 25 کے تحت ملزم کو اعتراف جرم کے بدلے کم سزا یا چھوٹ کی پیشکش کرتا ہے جو فقہی طور پر شدید تنقید کا شکار ہے کیونکہ شریعت میں احتساب کی شدت کو کمزور کرتا ہے اور جرائم کی سزا کو مالی ڈیل سے مشروط کرتا ہے۔ شریعت میں توبہ اور اصلاح کا تصور ہے مگر یہ احتساب کو ڈیل کی شکل دے کر انصاف کی روح کو مجروح کرتا ہے کیونکہ یہ امیر مجرموں کو پیسے واپس دے کر چھوٹ کا موقع دیتا ہے جو غریبوں کے لیے دستیاب نہیں اور عدل کی مساوات کی خلاف ورزی ہے۔ Plea Bargain کا یہ نظام شریعت میں جرائم کی سزا کی حتمیت سے متصادم ہے جہاں رشوت اور کرپشن پر لعنت ہے اور سزا کو کم نہیں کیا جا سکتا۔ فقہی تجزیہ بتاتا ہے کہ Plea Bargain احتساب کو کمزور کرتا ہے جو شریعت میں Hisbah کے اصول سے مطابقت نہیں رکھتا اور جرائم کی معافی کو مالی لین دین سے جوڑتا ہے۔ NAB میں Plea Bargain کی منظوری چیئرمین کے پاس ہے جو سیاسی مداخلت کا شکار ہو سکتی ہے جو اسلامی عدل کی خلاف ورزی ہے۔ Butt اور Jabeen نے اپنے تجزیے میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance میں Plea Bargain کی دفعات اسلامی شریعت کی روشنی میں احتساب کی شدت کو کمزور کرتی ہیں جو جرائم کی سزا کی حتمیت سے متصادم ہے[30]۔ یہ تجزیہ NAB کے نظام کو شریعت کے مطابق بنانے کی ضرورت کو واضح کرتا ہے جہاں سزا کی شدت کو برقرار رکھا جائے۔ Plea Bargain کا فقہی پہلو یہ ہے کہ یہ جرائم کی معافی کو مالی بحالی سے جوڑتا ہے جو شریعت میں مال حرام کی واپسی سے مختلف ہے جہاں توبہ ضروری ہے مگر سزا معاف نہیں ہوتی۔ NAB میں یہ نظام کرپشن کے پیسے واپس لانے کا ذریعہ ہے مگر یہ احتساب کی روح کو کمزور کرتا ہے۔ Korejo نے اپنے مطالعے میں کہا ہے کہ Plea Bargain NAB Ordinance کی اصلاح کی

---

[28] Human Rights Watch, "Pakistan: End Anti-Corruption Agency's Abuses," Human Rights Watch, New York, 2020, p. 1

[29] Abbas, Ali, "Repugnancy to Islamic Injunctions: Analysis and Legitimacy of National Accountability Ordinance 1999," Global Political Review, vol. 7, no. 2, Islamabad, 2022, p. 58

[30] Butt, Muhammad Qasim, and Aiman Jabeen, "Corruption and Corrupt Practices: Analysis of the NAB Ordinance 1999 in the Perspective of Islamic Shari'ah," Pakistan Journal of Law, Analysis and Wisdom, vol. 2, no. 2, Islamabad, 2023, p. 478

ضرورت ہے جو شریعت کے اصولوں سے مطابقت لائے[31]۔ Plea Bargain کا یہ نظام شریعت میں جرائم کی سزا کی حتمیت سے متصادم ہے جو احتساب کو سیاسی آلہ بنا دیتا ہے۔ یہ تجزیہ NAB Ordinance کی اصلاح کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے جو Plea Bargain کو شریعت کے مطابق بنائے۔ اس طرح Plea Bargain کا فقہی تجزیہ NAB اور شریعت کے اختلاف کو واضح کرتا ہے جو انصاف کی شدت کو کمزور کرتا ہے۔

بارِ ثبوت اور قرائن کا مسئلہ

بار ثبوت اور قرائن کا مسئلہ NAB Ordinance 1999 کے سیکشن 14 میں reverse burden of proof کی صورت میں ہے جو ملزم کو بے گناہ ثابت کرنے کا بوجھ ڈالتا ہے مگر یہ شریعت میں "البینۃ علی المدعی" کے اصول سے شدید متصادم ہے جہاں ثبوت مدعی پر ہے اور ملزم بے قصور ہے جب تک ثابت نہ ہو۔ شریعت میں قرائن کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاتی بلکہ ٹھوس گواہ یا اعتراف جرم ضروری ہے جو NAB کے نظام سے مختلف ہے جہاں اثاثوں کی نامناسبیت پر ملزم کو ثبوت دینا پڑتا ہے۔ یہ مسئلہ NAB کو تنقید کا شکار بناتا ہے کیونکہ یہ اسلامی عدل کی خلاف ورزی ہے جہاں ملزم کو دفاع کا مکمل موقع ملنا چاہیے۔ قرائن کا استعمال NAB میں احتساب کو آسان بناتا ہے مگر شریعت میں یہ ظن کی بنیاد پر سزا کی ممانعت کرتی ہے۔ بار ثبوت کا الٹا ہونا NAB میں سیاسی استعمال کا سبب بن سکتا ہے جو شریعت میں انصاف کی غیر جانبداری سے متصادم ہے۔ Abbas نے اپنے تجزیے میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance میں بار ثبوت کا الٹا ہونا اسلامی انجوکشنز سے متصادم ہے جو ملزم کے حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے[32]۔ یہ مسئلہ NAB Ordinance کی اصلاح کی ضرورت کو واضح کرتا ہے جو شریعت کے اصولوں سے مطابقت لائے۔ قرائن کا مسئلہ NAB میں اثاثوں کی تحقیقات میں استعمال ہوتا ہے مگر شریعت میں قرائن کو صرف معاون کے طور پر دیکھا جاتا ہے نہ کہ فیصلہ کن۔ NAB کا یہ نظام ملزم کو مجرم ثابت کرنے کا بوجھ ڈالتا ہے جو اسلامی فقہ میں ناقابل قبول ہے۔ Mustafa نے اپنے مطالعے میں کہا ہے کہ NAB Ordinance میں reverse burden of proof اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا جو عدل کی بنیاد کو ہلاتا ہے[33]۔ بار ثبوت کا یہ مسئلہ NAB اور شریعت کے اختلاف کو اجاگر کرتا ہے جو احتساب کو غیر منصفانہ بناتا ہے۔ یہ تجزیہ NAB Ordinance کو شریعت کے مطابق بنانے کی تجاویز کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو بار ثبوت کو روایتی طور پر رکھے۔ اس طرح بار ثبوت اور قرائن کا مسئلہ NAB Ordinance کی قابل تنقید پہلو ہے جو اسلامی عدل سے مطابقت کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔

تعزیرات اور سزاؤں کا تقابلی مطالعہ

اسلامی تعزیری نظام کی بنیادیں

اسلامی تعزیری نظام کی بنیادیں قرآن مجید اور سنت میں بیان کی گئی ہیں جو جرائم کی روک تھام اور معاشرتی اصلاح کو یقینی بناتی ہیں۔ تعزیر سے مراد ہے وہ سزائیں جو مقررہ حدود اور قصاص کے علاوہ دی جاتی ہیں اور ان کا مقصد مجرم کی اصلاح اور دوسروں کے لیے عبرت ہے۔ یہ نظام اللہ کی حاکمیت پر مبنی ہے جہاں قاضی کی صوابدید پر سزا کا تعین ہوتا ہے مگر یہ ظلم سے پاک اور عدل پر مبنی ہوتی ہے۔ اسلامی تعزیری نظام کی بنیادیں قرآن مجید میں عدل و انصاف کی تاکید سے اخذ ہوتی ہیں جو حکمرانوں کو جرائم کی سزا دینے کا حکم دیتی ہیں تاکہ معاشرہ فساد سے محفوظ رہے۔ سنت میں نبی کریم کے احکام سے یہ واضح ہے کہ تعزیر کی شدت جرائم کی نوعیت پر منحصر ہے جو اصلاح کو مرکزی قرار دیتی ہے۔ یہ نظام نہ صرف سزا دیتا ہے بلکہ مجرم کو توبہ اور بہتری کی طرف لے جاتا ہے جو اسلامی اخلاقیات کی بنیاد ہے۔ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ تعزیری نظام کی بنیادیں شریعت کے اصول عدل پر قائم ہیں جو مجرم کی اصلاح کو لازمی قرار دیتی ہیں[34]۔ یہ بنیادیں اسلامی حکمرانی کو مضبوط بناتی ہیں جہاں تعزیر کو مصلحت عامہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ تعزیری نظام کی بنیادیں سنت میں بھی موجود ہیں جہاں نبی کریم نے جرائم پر مناسب سزا کا حکم دیا جو ظلم سے پاک تھی۔ یہ نظام فقہی مکاتب میں مختلف ہے مگر بنیادی اصول عدل اور اصلاح مشترک ہیں۔ تعزیری سزائیں کوڑے، قید یا جرمانے کی شکل میں ہو سکتی ہیں جو جرائم کی شدت پر منحصر ہیں۔ اسلامی تعزیری نظام کی بنیادیں معاشرتی استحکام کو

---

[31] Korejo, M. S., et al., "An analysis of Pakistan's accountability law after June 2022 amendments: implications and effectiveness of anti-corruption campaign," Journal of Financial Crime, vol. 30, no. 5, Bingley, 2023, p. 1200

[32] Abbas, Ali, "Repugnancy to Islamic Injunctions: Analysis and Legitimacy of National Accountability Ordinance 1999," Global Political Review, vol. 7, no. 2, Islamabad, 2022, p. 60

[33] Mustafa, R. U., "Legal Landscape of Anti-Corruption in Pakistan: An Appraisal," Global Legal Studies Review, Islamabad, 2022, p. 50

[34] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، مجموۃ الفتاوی، مجمع الملک عبد العزیز، ریاض، 1995، جلد 28، ص 167

یقینی بناتی ہیں جو اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہیں۔ غزالی نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ تعزیری نظام کی بنیادیں قرآن اور سنت سے اخذ ہوتی ہیں جو قاضی کی صوابدید کو عدل کی حدود میں رکھتی ہیں[35]۔ یہ بنیادیں اسلام کی جامعیت کو ظاہر کرتی ہیں جو جرائم کی روک تھام اور اصلاح کو ملحوظ رکھتی ہیں۔ تعزیری نظام نہ صرف سزا دیتا ہے بلکہ مجرم کو بہتر انسان بناتا ہے جو معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ اس طرح اسلامی تعزیری نظام کی بنیادیں شریعت کی روح کو نمایاں کرتی ہیں جو عدل اور رحم کو توازن میں رکھتی ہیں۔

NABمیں مقرر کردہ سزائیں

NAB Ordinance 1999میں مقرر کردہ سزائیں کرپشن اور بدعنوانی کے جرائم کے لیے سخت ہیں جو سیکشن 10 کے تحت 14 سال تک قید بامشقت، جرمانہ اور اثاثوں کی ضبطی شامل ہیں۔ یہ سزائیں NAB کی تحقیقات اور عدالتوں کی سماعت کے بعد دی جاتی ہیں جو کرپشن کے خاتمے کا مقصد رکھتی ہیں۔ NAB میں سزاؤں کا نظام جرائم کی شدت پر منحصر ہے جہاں کم جرائم کے لیے جرمانہ اور زیادہ کے لیے قید ہے جو معاشی نقصان کی تلافی بھی کرتا ہے۔ یہ سزائیں Plea Bargain اور Voluntary Return کے ذریعے کم کی جاسکتی ہیں جو پیسے واپس لانے کا ذریعہ ہیں مگر یہ احتساب کی شدت کو کمزور کرتی ہیں۔ NAB کی سزائیں پاکستان پینل کوڈ سے ملتی جلتی ہیں جو بدعنوانی کو روکتی ہیں مگر عملی طور پر سلیکٹو احتساب کے الزامات لگتے ہیں۔ یہ سزائیں اثاثوں کی ضبطی کے ذریعے کرپشن سے حاصل مال کو واپس لاتی ہیں جو ریاست کی معاشی حفاظت کرتی ہیں۔ Korejoنے اپنے مطالعے میں بیان کیا ہے کہ NAB Ordinance میں سزاؤں کا نظام کرپشن کے خاتمے کے لیے موثر ہے مگر عملی ناکامیوں کی وجہ سے کمزور ہے[36]۔ NABکی سزائیں عدالتوں کی نگرانی میں دی جاتی ہیں جو اپیل کا حق دیتی ہیں مگر تیز رفتار سماعت کا دعویٰ ہے۔ یہ سزائیں کرپشن کے جرائم کو روکتی ہیں جو معاشی اور سیاسی سطح پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ NAB میں سزاؤں کا نظام ترامیم کے بعد تبدیل ہوا ہے جو اختیارات کو محدود کرتا ہے مگر بنیادی طور پر سخت ہے۔ یہ سزائیں پاکستان کی کرپشن کے خلاف جدوجہد کا حصہ ہیں جو عوامی فنڈز کی حفاظت کرتی ہیں۔ Butt اور Jabeen نے اپنے تجزیے میں کہا ہے کہ NAB میں سزاؤں کا نظام اسلامی اصولوں سے جزوی مطابقت رکھتا ہے مگر سزا کی شدت کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے[37]۔ NAB کی سزائیں اثاثوں کی ضبطی پر زور دیتی ہیں جو کرپشن کی تلافی کرتی ہیں۔ یہ سزائیں NAB کی کامیابی کی کلید ہیں جو پاکستان کی حکمرانی کو شفاف بناتی ہیں۔ NAB میں سزاؤں کا نظام کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنے کا دعویٰ کرتا ہے جو معاشرتی استحکام کو یقینی بناتا ہے۔ اس طرح NAB میں مقرر کردہ سزائیں ایک قانونی فریم ورک ہیں جو کرپشن کے خلاف جدوجہد کو مضبوط کرتی ہیں۔

سزا اور اصلاح کے مابین توازن

سزا اور اصلاح کے مابین توازن اسلامی شریعت اور NAB Ordinance دونوں میں اہم ہے جو مجرم کو بہتر انسان بنانے کا مقصد رکھتا ہے مگر NAB میں سزا کا زور اصلاح سے زیادہ سزا پر ہے۔ شریعت میں سزا اصلاح کا ذریعہ ہے جو توبہ اور بہتری کی طرف لے جاتی ہے جہاں تعزیر کی سزا مجرم کو عبرت دیتی ہے مگر اسے معاشرے کا مفید رکن بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ NAB Ordinance میں سزا قید، جرمانہ اور ضبطی کی شکل میں ہے جو اصلاح کی بجائے سزا پر فوکس کرتی ہے اور Plea Bargain جیسی دفعات اصلاح کی طرف اشارہ کرتی ہیں مگر یہ مالی ڈیل کی شکل میں ہے جو اسلامی توبہ سے مختلف ہے ا یہ توازن NAB میں کمزور ہے کیونکہ طویل قید اصلاح کی بجائے تباہی کا سبب بن سکتی ہے جبکہ شریعت میں سزا کی مدت اور نوعیت اصلاح کو مدنظر رکھتی ہے۔ NAB میں سزا کا نظام معاشی تلافی پر زور دیتا ہے جو اصلاح کا جزوی حصہ ہے مگر اسلامی اصول میں اخلاقی اصلاح مرکزی ہے۔ ابن قدامہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ سزا اور اصلاح کا توازن شریعت کی بنیاد ہے جو مجرم کو توبہ کی طرف لے جاتا ہے[38]۔ یہ توازن پاکستان میں NAB Ordinance کو شریعت کے مطابق بنانے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے جو سزا کو اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ NAB میں سزا اور اصلاح کا توازن Plea Bargainاور Voluntary Return سے حاصل ہوتا ہے جو پیسے واپس لانے کا ذریعہ ہے مگر یہ اسلامی عفو سے مختلف ہے جہاں اصلاح ضروری ہے۔ شریعت میں سزا مجرم کو عبرت دیتی ہے اور معاشرے کو محفوظ کرتی ہے جو NAB کے نظام سے ملتا ہے مگر NAB میں سیاسی استعمال توازن کو بگاڑتا ہے۔ یہ توازن اسلامی حکمرانی میں

---

[35] غزالی، محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العربیہ، بیروت، 2013، جلد2، ص456

[36] Korejo, M. S., et al., "An analysis of Pakistan's accountability law after June 2022 amendments: implications and effectiveness of anti-corruption campaign," Journal of Financial Crime, vol. 30, no. 5, Bingley, 2023, p. 1198

[37] Butt, Muhammad Qasim, and Aiman Jabeen, "Corruption and Corrupt Practices: Analysis of the NAB Ordinance 1999 in the Perspective of Islamic Shari'ah," Pakistan Journal of Law, Analysis and Wisdom, vol. 2, no. 2, Islamabad, 2023, p. 476

[38] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد ابن قدامہ، المغنی، دار الفکر، بیروت، 1985، جلد8، ص234

مرکزی ہے جو سزا کو رحم کے ساتھ ملا کر رکھتا ہے۔ غزالی نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ سزا اور اصلاح کا توازن اسلامی انصاف کی روح ہے جو مجرم کی بہتری کو مد نظر رکھتا ہے[39]۔ NAB میں یہ توازن سزا کی شدت سے کمزور ہے جو اصلاح کو نظر انداز کرتا ہے۔ یہ مسئلہ NAB Ordinance کی اصلاح کی ضرورت کو واضح کرتا ہے جو سزا کو اسلامی اصلاح کے مطابق بنائے۔ اس طرح سزا اور اصلاح کا توازن NAB اور شریعت کے تقابلی مطالعہ میں اہم ہے جو احتساب کو موثر بناتا ہے۔

پاکستان کے آئینی تناظر میں احتساب اور اسلامی دفعات

Constitution of Pakistan میں اسلامی دفعات

پاکستان کے آئین میں اسلامی دفعات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جو ریاست کی اسلامی شناخت کو یقینی بناتی ہیں اور قوانین کی تشکیل میں اسلامی اصولوں کی پابندی کو لازمی قرار دیتی ہیں۔ آئین کا آرٹیکل 2 پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیتا ہے اور اسلام کو ریاست کا مذہب قرار دیتا ہے جو تمام قوانین اور پالیسیوں کی بنیاد ہے۔ آرٹیکل 2 A میں آبجیکٹوز ریزولیوشن کو آئین کا حصہ قرار دیا گیا ہے جو اللہ کی حاکمیت، قرآن وسنت کی بالادستی اور اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرتی نظام کی بات کرتا ہے۔ یہ دفعات پاکستان کو ایک اسلامی ریاست کے طور پر متعین کرتی ہیں جہاں احتساب اور انصاف کے نظام کو بھی اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ رکھنا لازمی ہے۔ آئین میں اسلامی دفعات کا مقصد یہ ہے کہ تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہوں اور کوئی قانون ان سے متصادم نہ ہو۔ یہ دفعات پاکستان کی تاریخ میں اسلامائزیشن کے عمل کی بنیاد ہیں جو جنرل ضیاء الحق کے دور میں مزید مضبوط ہوئیں۔ آئین کا آرٹیکل 227 تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق لانے کا حکم دیتا ہے اور کوئی نیا قانون جو اسلامی احکامات سے متصادم ہو اسے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دفعات احتساب کے نظام کو بھی اسلامی اصولوں سے جوڑتی ہیں جو بدعنوانی اور کرپشن کو روکنے میں مدد دیتی ہیں۔ Human Rights Watch نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا ہے کہ پاکستان کے آئین میں اسلامی دفعات انسانی حقوق اور عدل کے اصولوں کو اسلامی تناظر میں دیکھتی ہیں جو احتساب کے نظام کو متاثر کرتی ہیں[40]۔ یہ دفعات پاکستان کی قانونی ساخت کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ رکھتی ہیں جو احتساب کو اخلاقی بنیاد دیتی ہیں۔ آئین میں اسلامی دفعات کا یہ نظام NAB Ordinance جیسے قوانین کو بھی شریعت کے مطابق بنانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ دفعات پاکستان کی اسلامی شناخت کو مضبوط کرتی ہیں جو ریاست کی پالیسیوں اور قوانین میں قرآن وسنت کی بالادستی کو یقینی بناتی ہیں۔ Abbas نے اپنے تجزیے میں کہا ہے کہ آئین کی اسلامی دفعات NAB Ordinance کی بعض دفعات کو شریعت سے مطابقت کی جانچ کا تقاضا کرتی ہیں[41]۔ یہ دفعات پاکستان کے آئینی ڈھانچے کو اسلامی اصولوں پر استوار کرتی ہیں جو احتساب کو عدل کی بنیاد دیتی ہیں۔ اس طرح آئین کی اسلامی دفعات پاکستان میں قوانین کی اسلامی مطابقت کو لازمی قرار دیتی ہیں جو احتساب کے نظام کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

آرٹیکل 227 اور قوانین کی اسلامی مطابقت

آرٹیکل 227 پاکستان کے آئین کا ایک اہم حصہ ہے جو تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق لانے کا حکم دیتا ہے اور کوئی نیا قانون جو اسلامی احکامات سے متصادم ہو اسے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آرٹیکل پاکستان کی اسلامی شناخت کو قانونی طور پر مضبوط کرتا ہے جو قوانین کی اسلامی مطابقت کو لازمی قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل 227 کے مطابق تمام قوانین قرآن وسنت کے احکامات سے ہم آہنگ ہونے چاہییں اور اگر کوئی قانون متصادم ہو تو اسے تبدیل کیا جائے۔ یہ دفعہ پاکستان میں اسلامائزیشن کے عمل کی بنیاد ہے جو NAB Ordinance جیسے قوانین کو بھی شریعت کے مطابق بنانے کا تقاضا کرتی ہے۔ NAB Ordinance میں کرپشن کی تعریف اور سزائیں اسلامی اصولوں سے جزوی مطابقت رکھتی ہیں مگر بعض دفعات جیسے Plea Bargain اور reverse burden of proof پر تنقید ہے جو اسلامی عدل سے متصادم ہیں۔ آرٹیکل 227 کی روشنی میں NAB Ordinance کی بعض دفعات کو شریعت سے مطابقت کی جانچ کی ضرورت ہے جو احتساب کو اسلامی اصولوں کے مطابق بناتی ہے۔ Butt اور Jabeen نے اپنے تجزیے میں بیان کیا ہے کہ آرٹیکل 227 NAB Ordinance کی دفعات کو قرآن وسنت سے مطابقت کی جانچ کا تقاضا کرتا ہے جو کرپشن کے انسداد کو اسلامی بنیاد دیتا ہے[42]۔

---

[39] غزالی، محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العربیہ، بیروت، 2013، جلد 4، ص 178

[40] Human Rights Watch, "Pakistan: End Anti-Corruption Agency's Abuses," Human Rights Watch, New York, 2020, p. 1

[41] Abbas, Ali, "Repugnancy to Islamic Injunctions: Analysis and Legitimacy of National Accountability Ordinance 1999," Global Political Review, vol. 7, no. 2, Islamabad, 2022, p. 55

[42] Butt, Muhammad Qasim, and Aiman Jabeen, "Corruption and Corrupt Practices: Analysis of the NAB Ordinance 1999 in the Perspective of Islamic Shari'ah," Pakistan Journal of Law, Analysis and Wisdom, vol. 2, no. 2, Islamabad, 2023, p. 474

یہ آرٹیکل پاکستان کے قوانین کو اسلامی احکامات سے ہم آہنگ رکھنے کا دستور ہے جو احتساب کے نظام کو بھی متاثر کرتا ہے۔ NAB Ordinance کی بعض دفعات آرٹیکل 227 کی روشنی میں تنقید کی مستحق ہیں جو اسلامی مطابقت کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہیں۔ یہ آرٹیکل پاکستان میں قوانین کی اسلامی مطابقت کو لازمی قرار دیتا ہے جو NAB Ordinance کو بھی شریعت کے مطابق بنانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آرٹیکل 227 کی یہ دفعہ پاکستان کی اسلامی ریاست کی بنیاد ہے جو قوانین کو قرآن و سنت سے جوڑتی ہے۔ Korejo نے اپنے مطالعے میں کہا ہے کہ آرٹیکل 227 NAB Ordinance کی اصلاح کی ضرورت کو واضح کرتا ہے جو اسلامی احکامات سے مطابقت لائے[43]۔ یہ آرٹیکل پاکستان میں احتساب کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ بنانے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس طرح آرٹیکل 227 قوانین کی اسلامی مطابقت کو لازمی قرار دیتا ہے جو NAB Ordinance کو بھی شریعت کے مطابق بنانے کا تقاضا کرتا ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کا کردار

وفاقی شرعی عدالت (Federal Shariat Court) پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 203 D کے تحت قائم ہے جو قوانین کی اسلامی مطابقت کی جانچ کرتی ہے اور اگر کوئی قانون قرآن و سنت سے متصادم ہو تو اسے غیر اسلامی قرار دے سکتی ہے۔ یہ عدالت پاکستان میں اسلامائزیشن کے عمل میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے جو NAB Ordinance جیسے قوانین کو بھی شریعت کے مطابق بنانے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ FSC کو خود بخود یا کسی شہری کی درخواست پر قوانین کی جانچ کا اختیار ہے جو NAB Ordinance کی بعض دفعات جیسے Plea Bargain اور reverse burden of proof پر تنقید کر سکتی ہے۔ FSC کا کردار پاکستان میں احتساب کے نظام کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ بنانا ہے جو قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق لانے میں مدد دیتا ہے۔ FSC نے متعدد قوانین کو اسلامی احکامات سے متصادم قرار دیا ہے جو NAB Ordinance کی بعض دفعات کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔ Abbas نے اپنے تجزیے میں بیان کیا ہے کہ FSC کا کردار NAB Ordinance کی دفعات کو شریعت سے مطابقت کی جانچ میں اہم ہے جو احتساب کو اسلامی بنیاد دیتا ہے[44]۔ FSC کا کردار پاکستان کی اسلامی ریاست کی بنیاد ہے جو قوانین کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔ FSC NAB Ordinance کی بعض دفعات پر غور کر سکتی ہے جو اسلامی عدل سے متصادم ہیں۔ FSC کا یہ کردار پاکستان میں احتساب کو شفاف اور اسلامی بنانے میں مدد دیتا ہے۔ FSC کے فیصلے اپیل کے لیے سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بینچ میں جاتے ہیں جو حتمی فیصلہ کرتی ہے۔ FSC کا کردار NAB Ordinance کو شریعت کے مطابق بنانے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ Mustafa نے اپنے مطالعے میں کہا ہے کہ FSC کا کردار پاکستان کے قوانین کی اسلامی مطابقت کو یقینی بناتا ہے جو NAB Ordinance کو بھی متاثر کرتا ہے[45]۔ FSC کا یہ کردار پاکستان میں اسلامی احتساب کو مضبوط کرتا ہے جو NAB Ordinance کی اصلاح کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس طرح FSC کا کردار پاکستان کے آئینی تناظر میں احتساب کو اسلامی دفعات سے جوڑتا ہے جو قوانین کی مطابقت کو لازمی قرار دیتا ہے۔

نتائج، سفارشات اور اصلاحی تجاویز

شرعی اصولوں کے مطابق احتسابی نظام کی تشکیل

تحقیق کے نتائج سے واضح ہے کہ پاکستان میں احتساب کا موجودہ نظام، یعنی NAB Ordinance 1999، اسلامی شریعت کے بنیادی اصولوں سے جزوی طور پر مطابقت رکھتا ہے مگر اس میں کئی کمزوریاں ہیں جو شرعی احکامات کی روشنی میں اصلاح طلب ہیں۔ شرعی اصولوں کے مطابق احتسابی نظام کی تشکیل میں سب سے پہلے اللہ کی حاکمیت کو مرکزی حیثیت دینی چاہیے، جہاں قرآن و سنت کو قوانین کی بنیاد بنایا جائے تاکہ احتساب نہ صرف قانونی بلکہ اخلاقی سطح پر بھی مضبوط ہو۔ یہ نظام حکمرانوں اور افسران کو عوامی امانت کا محافظ بنائے جو دیانتداری اور عدل پر مبنی ہو، کیونکہ شریعت میں احتساب کی بنیاد عفو، اصلاح اور شدت کا توازن ہے جو NAB کے موجودہ ڈھانچے میں کم ہے۔ سفارش یہ ہے کہ احتسابی نظام کو شرعی اصولوں پر دوبارہ تشکیل دیا جائے، جہاں Hisbah کا تصور شامل کیا جائے جو خلیفہ راشدین کے دور کی طرح نگرانی اور احتساب کا مستقل ادارہ ہو۔ یہ تشکیل NAB کو سیاسی مداخلت سے پاک کرے گی اور شرعی احکامات کی روشنی میں احتساب کو غیر جانبدار بنائے گی، کیونکہ شریعت میں احتساب کا مقصد صرف سزا نہیں بلکہ

---

[43] Korejo, M. S., et al., "An analysis of Pakistan's accountability law after June 2022 amendments: implications and effectiveness of anti-corruption campaign," Journal of Financial Crime, vol. 30, no. 5, Bingley, 2023, p. 1197

[44] Abbas, Ali, "Repugnancy to Islamic Injunctions: Analysis and Legitimacy of National Accountability Ordinance 1999," Global Political Review, vol. 7, no. 2, Islamabad, 2022, p. 59

[45] Mustafa, R. U., "Legal Landscape of Anti-Corruption in Pakistan: An Appraisal," Global Legal Studies Review, Islamabad, 2022, p. 48

معاشرتی اصلاح ہے۔ اصلاحی تجاویز میں علما اور فقہاء کی مشاورتی کمیٹی کی تشکیل شامل ہے جو NAB کے قوانین کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ بنائے، تاکہ احتساب کا نظام اسلامی اصولوں پر استوار ہو اور پاکستان کی اسلامی جمہوریہ کی حیثیت کو تقویت ملے۔ یہ اصلاحات NAB کو موثر بنائیں گی جو کرپشن کے خاتمے میں مدد دیں گی اور معاشرے میں اعتماد بحال کریں گی۔ اس طرح شرعی اصولوں پر مبنی احتسابی نظام کی تشکیل پاکستان کی حکمرانی کو اسلامی بنیادوں پر مضبوط کرے گی جو عوام کے لیے انصاف کا ضامن بنے گی۔ یہ نظام نہ صرف موجودہ کمزوریوں کو دور کرے گا بلکہ مستقبل میں کرپشن کی روک تھام کو بھی یقینی بنائے گا۔

شفافیت، عدل اور انسانی حقوق کا توازن

نتائج سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ NAB Ordinance میں شفافیت کی کمی ہے جو عدل اور انسانی حقوق کے توازن کو متاثر کرتی ہے، کیونکہ احتساب کا نظام سیاسی استعمال کا شکار ہو کر غیر جانبدار نہیں رہتا۔ شفافیت کا مطلب ہے کہ احتساب کے عمل کو عوام کے سامنے کھلا رکھا جائے تاکہ کسی بھی قسم کی بدعنوانی یا جانبداری سے بچا جاسکے، اور عدل کا اصول یہ تقاضا کرتا ہے کہ تمام افراد کو برابر کا حق ملے جو انسانی حقوق کی حفاظت کرے۔ سفارش یہ ہے کہ احتساب کے نظام میں شفافیت کو بڑھایا جائے، جہاں NAB کے فیصلوں اور تحقیقات کو عوامی نگرانی میں لایا جائے تاکہ عدل کی بنیاد مضبوط ہو اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو۔ یہ توازن اس لیے ضروری ہے کہ احتساب کا مقصد سزا دینا نہیں بلکہ اصلاح اور انصاف کی فراہمی ہے، جو NAB کے موجودہ ڈھانچے میں کم ہے۔ اصلاحی تجاویز میں NAB کے اندر ایک آزاد نگرانی کمیٹی کی تشکیل شامل ہے جو شفافیت کو یقینی بنائے اور عدل کے اصولوں پر عمل درآمد کرائے، تاکہ ملزموں کے انسانی حقوق جیسے فوری پیشی اور دفاع کا حق محفوظ رہے۔ یہ توازن پاکستان کی اسلامی اور آئینی اقدار کو تقویت دے گا جو احتساب کو موثر اور منصفانہ بنائے گا۔ شفافیت کی کمی NAB کو تنقید کا شکار بناتی ہے مگر اسے عدل اور انسانی حقوق سے جوڑ کر اصلاح کی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ تینوں عناصر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس طرح شفافیت، عدل اور انسانی حقوق کا توازن NAB کے نظام کو بہتر بنائے گا جو کرپشن کے خاتمے میں مدد دے گا اور معاشرے میں اعتماد بحال کرے گا۔ یہ توازن پاکستان کی حکمرانی کو شفاف اور عادلانہ بنائے گا جو عوام کے لیے فائدہ مند ہو گا۔

قانون میں ممکنہ ترامیم اور عملی سفارشات

تحقیق کے نتائج بتاتے ہیں کہ NAB Ordinance 1999 میں متعدد ترامیم کی ضرورت ہے جو قانون کو شریعت اور آئین سے ہم آہنگ بنائے، کیونکہ موجودہ دفعات جیسے Plea Bargain اور reverse burden of proof اسلامی عدل سے متصادم ہیں۔ ممکنہ ترامیم میں Plea Bargain کو محدود کرنا یا ختم کرنا شامل ہے تاکہ احتساب کی شدت برقرار رہے اور سیاسی استعمال روکا جائے، جو قانون کی شفافیت کو بڑھائے گی۔ عملی سفارشات میں NAB کو مکمل آزاد بنانا ہے جو پارلیمنٹ کی نگرانی میں ہو مگر سیاسی مداخلت سے پاک رہے، تاکہ احتساب کا عمل منصفانہ ہو۔ یہ ترامیم بار ثبوت کو روایتی طور پر مدعی پر رکھیں گی جو ملزم کے حقوق کی حفاظت کرے گی اور اسلامی اصولوں سے مطابقت لائے گی۔ اصلاحی تجاویز میں NAB کے اندر شرعی مشاورتی بورڈ کی تشکیل ہے جو قوانین کی اسلامی مطابقت کی جانچ کرے اور عملی طور پر احتساب کو موثر بنائے۔ یہ سفارشات NAB کو کرپشن کے خاتمے کا حقیقی آلہ بنائیں گی جو پاکستان کی معیشت اور حکمرانی کو مضبوط کرے گی۔ ممکنہ ترامیم میں حراست کی مدت کو محدود کرنا بھی شامل ہے جو انسانی حقوق کی حفاظت کرے گی اور عدل کو یقینی بنائے گی۔ عملی طور پر NAB افسران کی تربیت میں اسلامی اخلاقیات کو شامل کیا جائے تاکہ احتساب کا عمل شریعت کے مطابق ہو۔ یہ ترامیم اور سفارشات NAB Ordinance کو جدید چیلنجز سے نمٹنے کے قابل بنائیں گی جو کرپشن کی روک تھام میں مدد دیں گی۔ اس طرح قانون میں ممکنہ ترامیم اور عملی سفارشات پاکستان میں احتساب کے نظام کو بہتر بنائیں گی جو اسلامی اور آئینی اقدار سے ہم آہنگ ہوں گی۔